اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / گیارواں اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 3/فروری 2025ء بمطابق ۴/شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	پینل آف چیئر پرسنز۔	04
3	دُعائے مغفرت۔	04
4	وقفہ سوالات۔	04
5	رخصت کی درخواستیں۔	06
6	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	06
7	قرارداد نمبر 13۔	09
8	مشترکہ مذمتی قرارداد۔	19

جلد 11 ☆☆☆ شمارہ 01

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ 3/فروری 2025ء بمطابق ۴/شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03 بجکر 25 منٹ پر زیر صدارت میڈم غزالہ گولہ بیگم، ڈپٹی اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ
یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ط بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ
الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۵﴾
الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِیۡبَةٌ لا قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡهِمۡ
صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ قف وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾

﴿پارہ نمبر ۲ سُوۡرَۃُ البقرہ آیات نمبر ۱۵۳ تا ۱۵۷﴾

ترجمہ: اے مسلمانو! مدد لو صبر اور نماز سے بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ کہو اُن کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مُردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑی سی ڈَر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میوؤں کے۔ اور خوش خبری دے اُن صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچے اُن کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر عنائیتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہے سیدھی راہ پر۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم.

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

جناب اسفندیار خان کاکڑ (پارلیمانی سیکرٹری برائے اربن پلاننگ وڈویلپمنٹ): میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: پہلے مَیں پینل کو announce کرلوں اُسکے بعد آپ کو موقع دیں گے۔ مَیں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لئے ذیل اراکین اسمبلی کو **پینل آف چیئر پرسنز** نامزد کرتی ہوں۔

1۔ جناب محمد صادق سنجرانی صاحب۔ 2 ۔ جناب زرک خان مندوخیل صاحب۔

3۔ جناب رحمت صالح صاحب۔ 4 ۔ میر غلام دستگیر بادینی صاحب۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اربن پلاننگ وڈویلپمنٹ: قلات، منگچر اور ہمارے حلقے میں لیویز کے اہلکار شہید ہوئے ہیں اُنکے لئے فاتحہ خوانی کریں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی دعا کریں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم اسپیکر! گزشتہ دنوں میں میڈیا پر قدغن لگانے کے لئے جو پیکا ایکٹ لایا گیا ہے جو کہ آئین پاکستان کی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ جمہوریت کی روح کو پامال کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم اِس پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): میڈم اسپیکر! گزشتہ دنوں قلات اور تربت میں جو دہشتگردی کے واقعات ہوئے ہیں جس میں ہماری سیکورٹی فورسز کے جوانوں اور سویلین۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بلیدی صاحب! ان کے لئے اسمبلی میں قراداد آرہی ہے۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: ٹھیک ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی question hour اسٹارٹ کرلیں۔ وقفہ سوالات۔ میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 57 دریافت فرمائیں۔ اچھا سوال کو dispose off کیا جارہا ہے کیونکہ اُن کی چھٹی کی درخواست آگئی ہے۔ جی جناب رحمت علی صالح بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 147 دریافت فرمائیں۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): میڈم اسپیکر! مَیں آپ سے یہ توجہ چاہتا ہوں۔ گزارش کروں کہ ڈاکٹر مالک صاحب نے اور ان کی جماعت نے جو واک آؤٹ کیا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

قائدایوان: اگر آپ اجازت دیں تو میں اسمبلی سے دو یا تین فاضل ممبران کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ اپنا واک آؤٹ ختم کردیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی سی ایم صاحب! آپ جو نام کہیں ہم اُن کو announce کردیں گے۔ جی پرنس صاحب، فیصل جمالی صاحب اور فرح عظیم صاحبہ آپ تینوں چلے جائیں۔ جی جناب رحمت بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 147 دریافت فرمائیں۔ رحمت بلوچ صاحب غیر حاضر ہیں اور اُن کا جواب بھی آیا ہوا ہے۔ جی اس کو بھی dispose off کیا جاتا ہے۔ میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 66 دریافت فرمائیں۔ کیونکہ وہ آج غیر حاضر ہیں لہٰذا اسے بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 96 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سوال نمبر 96۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): سردار عبدالرحمٰن صاحب تو غیر حاضر ہیں۔ اُن کی ریکوئیسٹ پر مَیں سوال کا جواب دے دیتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی اُنہوں نے چھٹی کی درخواست دی ہے۔

وزیر خوراک: جی اُن کی چھٹی کی درخواست ہے تو اُنکے behalf پر سوالات کے جواب میں دے رہا ہوں۔ اِس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆96 مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ، رُکن اسمبلی: <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 27 اگست 2024ء</u>

<u>24 دسمبر 2024ء کو موخر شدہ</u>

کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، ضلع گوادر میں سال 2010ء تا 2023ء کے دوران ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں کل کتنی رقم جاری کی گئی ہے، کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جواب موصول ہونے کی تاریخ 26 ستمبر 2024ء۔

ضلع گوادر میں سال 2010ء تا 2023ء کے دوران ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں جتنی رقم جاری کی گئی ہے انکی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: کوئی سپلیمنٹری؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میرے خیال سے 7 ارب روپے ضلع گوادر میں صرف پانی پر خرچ ہوئے ہیں۔ اِس

سوال پر کہ پھر بھی گوادر میں پانی کا بحران ہے۔تو سی ایم صاحب اسکا جائزہ لے لیں کہ سات ارب روپے صرف پی ایچ ای پر خرچ ہونے کے باوجود ضلع گوادر میں پانی مختلف علاقوں میں کیوں نہیں ہے؟۔بس یہی میری request ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you جی۔ اِس پر کوئی اور سپلیمنٹری سوال تو نہیں ہے؟ اچھا! جناب اصغر علی ترین صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 131 دریافت فرمائیں ۔وہ بھی موجود نہیں ہیں۔جی انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 136 دریافت فرمائیں۔وہ بھی موجود نہیں ہیں، next کیلئے لیں۔وقفہ سوالات ختم۔

توجہ دلاؤ نوٹس۔وہ بھی مولانا صاحب کے کہنے پر ڈیفر کیا جاتا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب نے رواں اجلاس سے اور جناب خیر جان بلوچ صاحب نے آج تا 10 فروری کی نشستوں سے جبکہ میر علی حسن زہری صاحب، جناب اصغر علی ترین صاحب، میر زابد علی ریکی صاحب، میر جہانزیب مینگل صاحب، جناب رحمت صالح بلوچ صاحب، میر ظفر اللہ خان زہری صاحب اور محترمہ صفیہ بی بی نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

مجالس قائمہ کی رپورٹس۔مسوداتِ قانون کا پیش اور منظور کیا جانا۔

چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ بورڈ آف ریونیو! مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

حاجی برکت علی رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ): مَیں برکت علی رند، چیئرمین، مجلس قائمہ کمیٹی برمحکمہ بورڈ آف ریونیو مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مجلس قائمہ کی رپورٹ بر بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) ایوان میں پیش ہوئی۔

وزیر برائے بورڈ آف ریونیو! بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء

(مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): مَیں وزیر برائے محکمہ مال تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے؟ ہاں یا ناں میں جواب دیں جی۔ تحریک منظور ہوئی۔

وزیر مال: مَیں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ گیلو صاحب! آپ بیٹھ جائیں جی۔ تحریک منظور ہوئی لہٰذا بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جاتا ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میڈم!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ جو بل پیش ہوا ہے یہ پہلے بھی قائمہ کمیٹی میں پیش ہوا پھر اپوزیشن کے ہمارے۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ایک منٹ جی پہلے مَیں اس کو complete کرلوں۔ وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو! بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر مال: مَیں وزیر برائے محکمہ مال تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ منظور کیا جائے؟ جی raise your hands. جی۔ تحریک منظور ہوئی جی۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ٹیکس آن لینڈ اینڈ ایگریکلچرل انکم کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 08 مصدرہ 2024ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب

منظور کیا جاتا ہے۔تحریک منظور ہوئی جی۔جی مولانا صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میڈم اسپیکر! یہ مناسب نہیں ہے پچھلی دفعہ، سی ایم صاحب بھی موجود ہیں, یہاں پیش ہوا پھر کمیٹی میں گیا۔اپوزیشن اور تمام ممبران نے کہا کہ اُن کو موقع دیں۔آج اپوزیشن کی بڑی تعداد بھی موجود نہیں ہے۔ اور یہ پورے عوام کے ساتھ، اُس دن پیپلز پارٹی کے ہمارے صادق عمرانی صاحب نے خود کہا ہے کہ پیش نہیں ہونے دیں گے جی فلور پر۔کہ اس کو کسی صورت میں پیش نہیں ہونے دیں گے۔کہ IMF کے کہنے پر، ایک سامراج کے کہنے پر، ایک مافیا کے کہنے پر، ایک بہت بڑا بوجھ ہمارے بلوچستان کے لوگوں پر ڈالا جارہا ہے۔ہم تو زمیندار نہیں ہیں، کوئی ایک ایکڑ بھی ہمارے نام نہیں ہے۔تو کم از کم یہ اہلِ بلوچستان کے جو زراعت کرتے ہیں اُن کے اوپر یہ ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔ایک IMF کی غلامی کے لئے ہماری پارلیمینٹ کیوں استعمال ہوتی ہیں؟ یہ کس کا مطالبہ ہے مَیں یہ پوچھنا چاہتا ہوں حکومت سے کہ یہ سفارشات چاروں صوبائی اسمبلیاں اور قومی اسمبلی پاس کررہی ہیں۔یہ کس کے کہنے پر؟ آئی ایم ایف کے کہنے پر۔IMF، ہم بلوچستان کے نمائندے ہیں، اپنی قوم کے نمائندے ہیں یا IMF کے نمائندے ہیں؟ IMF کی شرائط کو پورا کررہے ہیں۔ہم اہلیانِ بلوچستان کی طرف سے یہ بالکل۔اب مَیں کیا الفاظ استعمال کروں ہماری اسمبلی، ہماری حکومت، اِس صوبے کے فرزند ہیں اِس صوبے کے رہنے والے ہیں۔IMF کے کہنے پر ہمارے زمینداروں اور ہمارے زراعت پر اِتنا بڑا ٹیکس اور اِتنا بڑا ظلم کررہے ہیں اِسکی ہم شدید مذمت کرتے ہیں ہم مخالفت کرتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: **مجلس قائمہ برائے محکمہ خزانہ کی رپورٹ بر بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) کا پیش کیا جانا۔**

چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ خزانہ! مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کریں۔

حاجی برکت علی رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ): مَیں برکت علی رند، چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ خزانہ کی جانب سے مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مجلس قائمہ برائے محکمہ خزانہ کی رپورٹ بر بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش ہوئی۔

وزیر برائے محکمہ خزانہ! بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ

2025ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): مَیں وزیر محکمہ خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے؟ جواب ہاں یا ناں میں دیں۔ جی کمیٹی سے رپورٹ آئی ہوئی ہے۔ زیرغور لایا جائے ہاں؟ok جی۔ تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جاتا ہے۔

وزیر برائے محکمہ خزانہ! بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر خزانہ: مَیں وزیر محکمہ خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کے سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ منظور ہوئی، تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا بلوچستان سول سرونٹس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: قراردادیں۔ قرارداد نمبر 13۔

جناب نور محمد دمڑ صاحب! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

حاجی نور محمد دُمڑ (وزیر خوراک): شکریہ میڈم اسپیکر۔ قرارداد ہے۔ میری سی ایم صاحب سے بھی ابھی بات ہوئی تو سی ایم صاحب نے اِس کا نوٹس لے لیا ہے بہرحال مَیں ایوان کے سامنے رکھ دوں گا پھر ایوان جیسے فیصلہ کریگا۔ قرارداد نمبر 13۔ ہرگاہ کہ صوبہ بلوچستان کے لوگوں کی اکثریت کا ذریعہ معاش شعبہ ٹرانسپورٹ سے وابستہ ہے۔ بلوچستان کے ٹرک جب صوبہ پنجاب کی حدود میں داخل ہوتے ہیں تو اُنہیں پنجاب کی تمام چیک پوسٹوں پر خصوصاً بواٹہ سے لے کر ڈیرہ غازی خان تک کسٹم اور پنجاب پولیس کی چیک پوسٹوں پر اُنہیں بہت سخت تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور اُنہیں چیکنگ کے

نام پر بلاوجہ گھنٹوں کھڑا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے صوبہ بلوچستان سے ملک کے دیگر علاقوں کو سپلائی ہونے والے فروٹ، سبزیاں اور کوئلہ وغیرہ منزلِ مقصود پر پہنچنے سے پہلے خراب ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ٹرک مالکان اور ڈرائیوروں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اکثر ٹرانسپورٹرز نے کسٹم اور پنجاب پولیس کی بلاوجہ رکاوٹوں اور سختیوں کی وجہ سے اپنے ٹرکس گھروں میں کھڑے کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے صوبہ میں بیروزگاری کی شرح مزید بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا صوبہ کے ٹرانسپورٹرز کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ حکومتی اور اپوزیشن اراکین اسمبلی پر مشتمل ایک پارلیمانی کمیٹی تشکیل دے کہ وہ یہ معاملہ وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت کے ساتھ اُٹھائے تاکہ اِس مسئلے کا کوئی قابل قبول حل نکالا جا سکے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 13 پیش ہوئی۔ جی کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر خوراک: جی میڈم اسپیکر۔ یہ قرارداد مَیں نے بلوچستان کے ٹرانسپورٹرز کے پُرزور مطالبے پر یہاں ایوان میں پیش کیا۔ قرارداد کا متن یہ ہے کہ ہمارے بلوچستان کے ذریعہ معاش کا تقریباً آدھا حصہ ٹرانسپورٹرز، ٹرانسپورٹ پر مشتمل ہے۔ اور ہمارے ٹرانسپورٹرز حضرات ایک تو آپ ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ دہشتگردی کی وجہ سے آئے دن اِن کی گاڑیاں بھی جلائی جاتی ہیں کیونکہ ایک soft corner ہے، دہشتگردوں کو بھی یہ جو ہے یہ ایک آسان طریقہ ہے ایک آسان جگہ ہے وہ واردات کر سکتے ہیں۔ دو ڈرائیور ہیں تین چار کروڑ کی گاڑی لے کر پنجاب کی طرف جاتے ہیں سندھ کی طرف جاتے ہیں رات کو اکیلے سفر کرتے ہیں۔ ایک تو وہ یہاں محفوظ نہیں ہیں بیچارے اور پھر ساتھ ساتھ یہ جب دوسرے صوبوں میں سفر کرتے ہیں ہمارے بلوچستان کی پولیس اور لیویز تو ٹھیک ہے اِن کا خیال رکھتی ہیں پنجاب جب چلے جاتے ہیں تو سب سے پہلے بواٹہ چیک پوسٹ پر اِن کو تنگ کیا جاتا ہے اور اُن سے پیسے اور بھتے لیے جاتے ہیں اور مختلف ناموں پر اُن کو تنگ کیا جاتا ہے کبھی منشیات کے نام پر کبھی سمگلنگ کے نام پر کبھی ڈرائیوروں سے ایک تو اُنھوں نے ایک ذریعہ معاش بنایا ہے پنجاب کی پولیس نے۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ پنجاب کے ہمارے سی ایم اور پنجاب کے حکام بالا کو پتہ نہیں ہوگا کیونکہ کالی بھیڑیں ہر جگہ ہیں تو وہاں کی جو پولیس ہے اُن کا رویہ، کل پرسوں میں دیکھ رہا تھا کہ سی ایم پنجاب نے ایک پولیس کا ایک نارواروریہ جو ایک بزرگ شہری کے ساتھ کیا اُس نے نوٹس لیا اور IG نے اُسی وقت اُس کو معطل بھی کیا۔ تو اُن کو یہ علم ضرور نہیں ہوگا لیکن یہ ہے کہ پنجاب پولیس کا رویہ ہمارے ڈرائیوروں کے ساتھ بہت خراب ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے ڈرائیوروں نے پنجاب جانا ہی چھوڑ دیا۔ پنجاب ایک بڑا صوبہ ہے ہمارے یہاں سے کوئلہ لے جاتے سبزیاں فروٹ وغیرہ سارے پنجاب ہی لے جاتے ہیں۔ ہماری ٹرانسپورٹ جو کہ ایک ایسا شعبہ ہے کہ وہ ایک صوبے میں چلا نہیں سکتے ہیں

وہ،صرف یہ ایک صوبے کا کام تونہیں ہے ظاہرسی بات ہے ایک صوبے سے دوسرے صوبے تک آپ نے کوئلہ بھی لے جانا ہے،فروٹ بھی لے جانا ہے،سبزی بھی لے جانی ہے،تو پنجاب ایک بڑا صوبہ ہے وہاں سے کئی چیزیں ہمارے ٹرانسپورٹر لے آتے ہیں۔بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ٹرانسپورٹروں کی، ہروقت اُن کے ساتھ اس طرح کی تذلیل کی جاتی ہے۔کئی حکومتوں نے،صرف اِس حکومت میں نہیں،کبھی کبھار حکومت کے نوٹس میں آجاتے ہیں وہاں لیکن کبھی کبھار یہ ہے کہ جب حکومت کے نوٹس میں نہیں آتے ہیں تو پولیس کا رویہ ہمارے ٹرانسپورٹروں کے ساتھ ٹھیک نہیں رہا ہے۔تو آج میں نے حالانکہ میں تو حکومتی بنچز کا ہوں،سی ایم صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے بتاتے میں ویسے بھی سی ایم پنجاب کے ساتھ بات کرتا ہوں۔لیکن یہ یقینی تھا کہ سی ایم صاحب آج کے اسمبلی سیشن میں آجائیں گے اور اُدھر ٹرانسپورٹر حضرات نے سوشل میڈیا پر ہر حوالے سے سب سے، ہمارے تمام نمائندوں سے اُنہوں نے request کی ہے کہ ہماری فریاد آپ سن لیں، ہماری آواز کو آپ سی ایم پنجاب تک یا پرائم منسٹر تک پہنچا دیں یا پنجاب کے حکام بالا تک پہنچا دیں کہ ہماری زندگی بہت تنگ ہے،ہمیں بہت تنگ کیا جا رہا ہے۔تو آج اس ایوان سے میری،سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہیں،گزارش ہے کہ وہ سی ایم پنجاب کے ساتھ رابطہ کرلیں ان سے ایک ٹائم لے لیں ہماری یہاں پارلیمانی کمیٹی بشمول ٹرانسپورٹروں کا ایک نمائندہ وفد وہ پنجاب کے سی ایم سے مل کے یہ اپنے سارے تحفظات اُن کے سامنے رکھ دیں، مجھے اُمید ہے کہ وہ اُسی وقت اِن کا نوٹس لے لیں گے۔اور پولیس کی، اُن پولیس والوں کی جو ہمارے ٹرانسپورٹروں کو تنگ کریں گے، وہ اُن کے خلاف وہ کارروائی بھی کریں گے اور آئندہ کے لیے اُن کو منع بھی کریں گے۔تو یہ قرارداد میں لایا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ دوست اِس پر بحث بھی کریں گے اور اسکو پاس بھی کریں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی مولانا صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ہم اِس کی حمایت کرتے ہیں لیکن اِس میں میری گزارش ہے سندھ پولیس کا بلوچستان کے عوام کے ساتھ، بلوچستان کے ٹرانسپورٹرز کے ساتھ، مکران کے عوام کے ساتھ، وہاں سندھ پولیس کا رویہ بالکل پنجاب پولیس ہی کی طرح ہے۔کراچی سے اگر کوئی جوتا خریدتا ہے اُس کی بھی رسید اگر اُس کے پاس نہیں ہے اُس سے بھی ہزار روپے سندھ پولیس لے لیتی ہے۔تو اِس لیے اگر یہ ہم اِس کی حمایت کرتے ہیں۔تو سندھ پولیس کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ وہاں (ن) کی حکومت ہے، وہاں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ہم اِس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں لیکن سندھ پولیس کو بھی شامل کیا جائے اور بلوچستان کے عوام کی وہاں جو تذلیل عام لوگوں کی، رانسپورٹرز کی ہوتی ہے، وہ بھی اگر شامل ہو تو ہم اِس کے بھرپور ساتھ دیں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی فرح عظیم صاحبہ! اچھا! جی فرح عظیم صاحبہ ایک منٹ۔آپ نے اسی پر بات کرنی ہے؟

میر لیاقت علی لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم ونسق): جی جی مَیں اسی قرارداد پر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: فرح صاحبہ! آپ نے اِسی کو continue رکھنا ہے؟ تو پہلے لہڑی صاحب کو دے دوں۔ جی لہڑی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم ونسق: جی میڈم اسپیکر! جس طرح نور محمد دُمڑ صاحب نے ٹرانسپورٹ کے حوالے سے بات کی، اُنہوں نے پشتون بیلٹ کی بات کی۔ ظاہر سی بات ہے یہ میرا شعبہ بھی ہے، ہمارا کاروبار، میں بھی ٹرانسپورٹ سے وابسطہ ہوں۔ اِسی طرح ٹرانسپورٹرز مجھے بھی، اِن کے نمائندے آئے اور مجھ سے ملے ہیں۔ یہ صرف ہمیں سندھ اور پنجاب میں تنگ نہیں کرتے، سب سے زیادہ تنگ بلوچستان میں ہمارے ٹرانسپورٹروں کو کرتے ہیں۔ جس طرح مولانا صاحب نے کہا جو گوادر ہے یا تربت ہے یا ہمارے یہاں کوئٹہ سے جو ٹرانسپورٹ چلے جاتے ہیں، تو سب سے زیادہ بھتہ جو ہمارا بلوچستان بارڈر ہے، حب چوکی یہاں اِن سے لیا جاتا ہے۔ تو یہ لوگ بہت تنگ ہو گئے ہیں۔ مجھے بارہا اُنہوں نے کہا کہ آپ سی ایم صاحب سے request کریں کہ ہمیں یہاں بہت تنگ کرتے ہیں ہم سے بہت زیادہ بھتہ بھی لے رہے ہیں۔ کیا صرف اِن کو اِس پر بھتہ لیتے ہیں کہ یہ لوگ سمگلنگ کرتے ہیں۔ سمگلنگ کرنا نہ کرنا ایک الگ بات ہے لیکن اِن کو تنگ کرنا، حب چوکی کی پولیس اُن کو بہت تنگ کرتی ہے۔ اُنہوں نے مجھے یہی request کی کہ آپ سی ایم صاحب سے بات کریں۔ مَیں نے کہا میں ان سے اِنشاءاللہ بات بھی کرونگا اور آپ لوگوں کو اُن کے ساتھ بٹھا بھی دوں گا۔ بہت شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی any other question? کسی اور نے بات کرنی ہے جی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: میں سندھ پولیس کی بات کرتا ہوں وہاں جو مکران، ہمارے منداور تربت کی گاڑیاں جاتی ہیں، جب وہاں سے مسافر ٹرانسپورٹ سے نکلتے ہیں، ٹرانسپورٹ کے تقریباً پانچ سو، ایک ہزار قدم کے فاصلے میں وہاں سندھ پولیس کی موبائل گاڑی کھڑی ہوتی ہے۔ جو مسافر وہیں پر اگر رکشے میں کسی ٹیکسی جارہے ہیں اُنکو اُتارتے ہیں اُن کا سامان وغیرہ ہر چیز چیک کرتے ہیں اُن کو تنگ کرتے ہیں بلکہ تھانے میں لے جاتے ہیں اُن سے پیسہ وصول کرتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ ایک دفعہ میرا اپنا سامان، مَیں نے خود اپنے سامان مند سے بھیجے تھے بس پر اُنہوں نے جب رکشے میں ڈالا وہ گھر لے جارہے تھے میرے گھر میں وہاں پولیس نے اُس سامان کو چیک کیا۔ مَیں نے خود بات کیا ہے۔ کہتا ہے کہ بھئی یہ بلوچستان سے آرہے ہیں۔ بھئی بلوچستان سے آرہے ہیں بلوچستان بھی ایک صوبہ ہے غیر علاقہ تو نہیں ہے؟ پھر اُس کے بعد انہوں نے چھوڑ دیے، بہرحال لوگوں کو بہت تنگ کر رہے ہیں۔ اِس بارے میں ہم سی ایم صاحب سے request کرتے ہیں کہ سندھ کے وزیراعلیٰ سے بات کریں تاکہ اِس معاملے کو حل

کریں اور لوگوں کی پریشانیاں دور ہو جائیں۔ بڑی مہربانی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی فرح صاحبہ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: بہت شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: فرح! sorry آپ ایک منٹ بیٹھیں قرارداد منظور کر لیں پھر آپ point of order پر بات کر لیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جی جی please۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 13 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 13 منظور ہوئی۔ جی اب آپ بات کر سکتی ہیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. وَكَفىٰ بِاللّٰهِ وَّلِيًّا، وَّكَفىٰ بِاللّٰهِ نَصِيۡرًا ۔ میڈم اسپیکر! مَیں آج ایک محبّ الوطن پاکستانی کے طور پر یہاں کچھ بات کرنا چاہوں گی اور موقع کا فائدہ اُٹھاؤں گی کیونکہ ہمارے چیف منسٹر صاحب بھی یہاں موجود ہیں اور اپوزیشن بھی۔ اگر سارے ممبرز یہاں موجود ہوتے تو بہت اچھا تھا۔ لیکن مَیں بہت دل کی گہرائیوں سے قدر کرتی ہوں اور عزت کرتی ہوں ڈاکٹر مالک صاحب کی اور اُن کی جو خدمات ہیں towards بلوچستان، towards his Turbat area اُنکی میں دِل کی گہرائیوں سے قدر کرتی ہوں تو وہ بھی یہاں موجود ہیں۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ باتیں یہاں کرنا بہت ضروری ہیں اور پھر جس طرح سے میڈیا یہاں موجود ہے اور میرا یہ پیغام پورے پاکستان میں بھی جائے گا اور پورا بلوچستان بھی سنے گا۔ میڈم اسپیکر! مَیں، میری جوجدوجہد ہے اپنی زندگی کی، 2002ء میں مَیں پہلی دفعہ اسمبلی میں آئی، پانچ سال گزارے۔ اور اُس کے بعد کوشش میں نے بھی کی کہ مَیں elections میں آؤں سینٹ کے elections میں مَیں نے participate کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ معاملات ایسے تھے کہ وہ نہیں ہو سکا۔ اُس کے کافی عرصے بعد میں As a Spokes Person to Government of Balochistan مجھے اپنے صوبے کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ اور مَیں سمجھتی ہوں کہ مَیں نے بلوچستان کو بہت اچھے طریقے سے represent کیا پوری دُنیا میں۔ پھر اُس کے بعد جناب اسپیکر! ایک بار پھر مَیں اسمبلی میں موجود ہوں۔ almost ایک سال ہو گیا ہم سب کو حلف اُٹھائے ہوئے۔ مَیں نے بہت اِنتظار کیا، بہت request بھی کی بہت سارے لوگوں کو لیکن پھر سوچا کہ جب چیف منسٹر میرا ساتھ دے رہے ہیں، ہمارے چیف منسٹر میرٹ کی بات کر رہے ہیں۔ ہمارے چیف منسٹر بلوچستان کی قسمت کو بدلنے کی بات کر رہے ہیں۔ جب وہ میرے سر پر کھڑے ہیں تو مجھے کسی اور کا اِنتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ اُن کی vision کو لے کر آگے چلتے ہوئے مَیں اپنی ٹیم کے

ساتھ میدان میں اُتر گئی۔میڈم اسپیکر! فرسٹ جنوری کو ہم نے سریاب میں لڑکیوں کا فٹبال میچ رکھا۔اور میں بہت شکرگزار ہوں اپنے اپوزیشن لیڈر یونس عزیز زہری کا کہ وہ اُسمیں as a chief guest آئے اور ہم نے یہ مثال قائم کی پورے پاکستان میں first time بلوچستان اسمبلی نے کہ چاہے وہ ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہیں یا اپوزیشن بنچز پر، عوامی ایشوز پر ہم سب اکٹھے ہیں۔میڈم اسپیکر! ''ایمان پاکستان تحریک'' کا ہم نے اعلان کیا۔اور کچھ دن پہلے اسلام آباد میں پریس کلب کے باہر ہم نے ایک پریس کانفرنس کی۔اِس تحریک کا مطلب ہے پاکستانیت کا revival، اپنی سرزمین سے محبت، آزادی سے محبت، اپنے اداروں سے محبت اور اپنے پرچم سے محبت۔ایمان، اتحاد اور تنظیم کے سنہری اصول مشعل راہ اور یہ کوئی سیاسی تحریک نہیں ہے میڈم اسپیکر! یہ سول تحریک ہے۔اور اس تحریک کی بے حد ضرورت تھی پاکستان میں۔کیونکہ میں یہ بہت عرصے سے دیکھ رہی تھی کہ پاکستان میں نفرت کی جو فضا پھیلی ہوئی ہے، آپس میں لڑائیاں، آپس میں ناچاکیاں، اداروں سے نفرت اور پھر پوری دُنیا میں جو ایک پیغام جو جا رہا ہے ہماری نااتفاقی کا۔تو یہ تحریک بے حد ضروری تھی۔اب مَیں آپ کو یہ بتاتی چلوں جس طرح میں نے آپ سے کہا کہ پاکستانیت کا revival اہم مقصد اس تحریک کا یہی ہے میڈم اسپیکر پاکستان الحمدللہ پہلے مٹھی بھر لوگ تھے لیکن اُن کے پاس جذبہ تھا اُنہوں نے ملک کو حاصل کیا آج ہمارے پاس ملک موجود ہے کروڑوں عوام موجود ہیں لیکن وہ جذبہ سو گیا تو اس تحریک کا مطلب اور مقصد یہ بھی ہے کہ اُس جذبے کو دوبارہ سے جگانا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: فرح صاحبہ! آپ کا point آ گیا۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: میڈم اسپیکر! مَیں آج پانچ منٹ آپ سے ضرور لوں گی یہ بہت اہم باتیں میں کرنے جا رہی ہوں بلوچستان کے ایشوز پر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: قراردادیں بھی پیش کرنی ہیں۔پانچ منٹ زیادہ ہیں بلکہ آپ دو منٹ لے لیں۔قرارداد پر بھی کافی ڈسکس ہونی ہے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جی میڈم اسپیکر۔ہم یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔ہم یہاں بلوچستان کے لیے بیٹھے ہیں۔ہم یہاں بلوچستان کو represent کر رہے ہیں۔ہم بلوچستان کے مسائل پر بات کرنے کے لیے یہاں بیٹھے ہیں۔آپ دیکھئے بلوچستان میں کیا حال ہو رہا ہے۔ہم ہمیشہ لاشیں اُٹھا رہے ہیں۔ہم یہاں بیٹھ کے فاتحہ پڑھ لیتے ہیں۔مذمتی بیانات دے دیتے ہیں۔ہماری قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں اب دیکھیں ناں کس طریقے سے معصوم جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔تو میڈم اسپیکر! please مجھے پانچ منٹ دیں تاکہ میں یہاں اپنی بات آپ کے سامنے رکھوں اور میں اپنا پیغام پورے پاکستان اور بلوچستان کو دوں۔میں جلدی اپنی بات windup کروں گی۔میڈم اسپیکر! پاکستان، پاکستان میں کسی چیز

کی کمی نہیں الحمدُ للہ we are a blessed country لیکن اُسکے باوجود پاکستان پر ban لگے ہوئے ہیں ویزا ہمارا ban کردیا جاتا ہے پاکستانیوں کو جی سعودی عرب نے ban کردیا، پاکستانیوں کو جی UAE نے ban کردیا تمام ممالک ہمیں ban کررہے ہیں کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا ہم اُنہیں کہتے ہیں کہ آپ baggers کو وہاں allowed کریں۔ کیا ہم اُن کو یہ کہتے ہیں کہ وہ چوروں کو وہاں پر چھوڑیں؟ پاکستان میں تو آپ بھی رہتی ہیں پاکستان میں تو میں بھی رہتی ہوں۔ تو آپ مجھے بتائیں کہ پاکستان کا ویزا کس طریقے سے ban ہوتا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: فرح عظیم! آپ کا point آ گیا کیونکہ اب جو مذمتی قرارداد شروع ہو رہی ہے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: نہیں میڈم اسپیکر! پلیز۔ میڈم اسپیکر! دیکھیں اگر آپ مجھے نہیں چھوڑیں گی تو یہ آپ میرے ساتھ زیادتی کریں گی بلکہ نہ صرف میرے ساتھ زیادتی کریں گی بلکہ پورے بلوچستان کے ساتھ زیادتی کریں گی۔ پلیز مجھے تھوڑی سی بات کرنے دیں۔ آپ مجھے بار بار روکیں گی میڈم اسپیکر تو وقت زیادہ لمبا ہوگا۔ میں اِتنا بولتی بھی نہیں ہوں میں ذرا جلدی جلدی اپنی بات کو windup کروں گی۔ میڈم اسپیکر! چلیں پاکستان کی اہمیت تو ہم سب جانتے ہیں۔ Pakistan is a blessed country. یہ ہم سب جانتے ہیں۔ لیکن اُس کے باوجود ہمارے ساتھ پوری دنیا میں کیا سلوک ہو رہا ہے، یہ بھی ہم سب کے سامنے ہے۔ آپ یہ دیکھیں، بلوچستان کے حالات پر میں آ جاتی ہوں کہ ہم ہمیشہ لاشیں اُٹھا رہے ہیں۔ ہم ہمیشہ فاتحہ کے لیے ہاتھ اُٹھا رہے ہیں۔ ہم مذمتی بیانات دے رہے ہیں۔ آپ سمجھتی ہیں کہ بلوچستان کے مسئلے کا یہ حل ہے؟ نہیں۔ میں نے جب بلوچستان کے مسائل دیکھے میری finger tips پر بلوچستان کے مسائل ہیں۔ بلوچستان کا مسئلہ کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے کہ حل نہ کیا جا سکے۔ ہمیں پتہ ہے، ہم بلوچستانی ہیں، ہمیں پتہ ہے کہ بلوچستان کے مسئلے کو کیسے حل کرنا ہے۔ میڈم اسپیکر! میں نے سریاب کا دورہ کیا میں نے سریاب کے غریب علاقوں کا دورہ کیا وہاں کے کلیوں کا دورہ کیا، کیا مسائل ہیں وہاں۔ اُنہیں کیا چاہیے ایک ٹرانسفارمرز، ووکیشنل ٹریننگ سینٹر اُن کے بچوں کی تعلیم گورنمنٹ اسکولز کا حال آپ وہاں دیکھیں کہ کیا ہے وہ آپ کو کیا یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے مرسڈیز گاڑی دے دو۔ مجھے V8 گاڑی دے دو۔ وہ ایسا نہیں کہہ رہے ہیں اُن کے چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں۔ بلوچستان کا مسئلہ معاشی مسئلہ ہے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ پہاڑوں پر لوگ چلے گئے ہیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ بلوچ یکجہتی کمیٹی روزانہ احتجاج پر بیٹھی ہوئی ہے کیوں بیٹھی ہے؟ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کا جلسہ پہلے دن ہوتا ہے تو چند لوگ اُس کے ساتھ ہوتے ہیں ڈاکٹر ماہ مارنگ بلوچ کا جلسہ آج ہوتا ہے تو اُس کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہوتے ہیں کیوں ہوتے ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جو سسٹم سے مایوس ہیں۔ میڈم اسپیکر! میدان میں، میں اور میری ٹیم ''ایمان پاکستان'' کی، ہم اُتر گئے ہیں۔ ہم آپ کو بلوچستان کے غریب عوام کا مسئلہ حل کر کے بتائیں گے۔ بلوچستان کے youth کو engage کرنے کی ضرورت ہے۔ بلوچستان

میں تعلیم عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اُن کے مسئلے کیا ہیں آپ اُن کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھیں۔ آپ گوادر کی بات کرتی ہیں، UK میں، US میں بیٹھے اربوں روپے لوگ کمارہے ہیں گوادر کے اُوپر۔ اور آپ گوادر کے غریب عوام کو دیکھیں کہ اُن کے پاس جوتا نہیں ہے پہننے کے لیے اُن کے پاس صاف پانی نہیں ہے پینے کے لیے۔ تو آپ یہ کون سے بلوچستان کی بات کرر ہے ہیں بلوچستان میں لوگ پہاڑوں پر کیوں نہ جائیں؟ آپ مجھے بتائیں میڈم اسپیکر! میں آپ کے گھر کا دروازہ بند کردوں میں آپ کے بچوں کو تعلیم نہ دوں، آپ کے بچوں کو روزگار نہ دوں، میں آپ کو یہ کہوں کہ پھر بھی آپ میرے خلاف بات نہیں کریں گے۔ آپ کیا کریں گے؟ تو میڈم اسپیکر! بلوچستان کا مسئلہ معاشی مسئلہ ہے۔ ہمیں اپنے غریبوں کی طرف دھیان دینا ہے۔ یہاں تمام اراکین بیٹھے ہیں یہاں وزیر اعلیٰ بیٹھے ہیں، بلوچستان کے بہت چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: فرح صاحبہ! آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے فرح صاحبہ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: ہم نے بلوچستان کو سنبھالنا ہے اگر آج بھی ہم نے ہوش کے ناخن نہ لیے تو بہت زیادہ خطرناک حالات سامنے آئیں گے۔ میں سب سے کہتی ہوں کہ ”ایمان پاکستان تحریک“ صرف فرح عظیم شاہ کی تحریک نہیں ہے۔ یہ پاکستان کی تحریک ہے، یہ بچے بچے کی تحریک ہے۔ اِس کا حصہ بنیں پاکستان کو بچائیں۔ پاکستان کے پاسپورٹ کی عزت پوری دُنیا میں کروائیں۔ پاکستان زندہ باد۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔جی۔

قائد ایوان: میڈم اسپیکر! there is a small correction کیونکہ اسمبلی کی ہر ایک ایک چیز ریکارڈ کا حصہ ہو رہی ہے۔ کچھ فاضل ممبران جب آپ Chair کرتی ہیں تو وہ آپ کو جناب اسپیکر! کہہ کر بلاتے ہیں تو یہ ”میڈم اسپیکر“ correction کر دیں۔ Because everything is in-written. تو کل آنے والے لوگ ہم پر اِس پر بھی تنقید کریں گے، تو اِس کی correction کرلیں۔ thank you۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you جی۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میں آپ کی خدمت میں، اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ ہم جو ایک سال سے یہ اسمبلی چلا رہے ہیں، یہ روز مرہ کے point of orders، سوال وجواب، قرارداد، میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ ایک سال میں ہم نے، نہ آپ نے اپنے محکموں کا جائزہ لیا ہے نہ ہم نے یہاں law and order کا جائزہ لیا ہے، دیکھیں! یہ وقت گزر رہا ہے ہمیں کچھ ایسی recommendations بنانی چاہئیں آنے والے بجٹ میں تاکہ آپ لوگ اُس کو ڈال دیں، جو بلوچستان کے عوام کی بہتری کے لیے ہوں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ہم یہ

روزانہ point of order پر بولیں گے، ایک سال گزر گیا۔ دوسری میری گزارش ہے پہلے بھی میں نے آپ سے گزارش کی تھی منسٹر صاحب سے بھی، چیف منسٹر صاحب سے بھی ،ظہور صاحب! جو ہمارا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے اسکو reforms پر لے جائیں۔ اِس وقت جتنے آپ پیسے دے رہے ہیں ہیلتھ اور ایجوکیشن میں trickle down نہیں ہو رہے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے جو ہمارے ٹرشری ہاسپٹلز ہیں، اِن پر کوئی decision لے لیں، اُن کو semi-autonomous کر کے تاکہ لوگوں کا کچھ بھلا ہو، کروڑوں اربوں روپے ہم خرچ کر رہے ہیں آپ یقین کریں کہ آپ کے casualties میں، آپ کے OPDs میں، آپ کے wards میں بنیادی سہولتیں موجود نہیں ہیں۔ دوسری میں ایک بات کہتا ہوں سی ایم صاحب کی خدمت میں۔ سی ایم صاحب اٹھارہویں ترمیم کے بعد جتنے محکمے devolve ہوگئے ہیں اُن محکموں کے legislative وہ قانون نہیں بنے ہیں۔ باقی تمام صوبوں نے بنائے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے جو کمیٹی relative committee ہے، لاء ڈیپارٹمنٹ کو کہیں گے تاکہ وہ اُس کی جائزہ لے لے کہ کون کون سا law جو محکمے devolve ہوگئے ہیں اور اُسکے relative ناں law نہیں بنے ہیں، آپ مہربانی کریں تھوڑا سا creative اور تخلیقی بھی کام کریں۔ ٹھیک ہے یہ سب حساب کتاب چلتا رہتا ہے۔ آپ کی مہربانی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔ thank you

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): میڈم اسپیکر! مجھے ایک منٹ، آپ کی اجازت سے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔

قائد ایوان: آنریبل ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب نے دو باتوں کی نشاندہی کی۔ مَیں دونوں باتوں سے دوسو فیصد متفق ہوں۔ جہاں تک پہلی بات ہے، یہ جو august House ہے، یہ بلوچستان کا ایک سپریم ادارہ ہے۔ بلوچستان کے لوگوں نے ہمیں elect کر کے یہاں بھیجا ہے۔ تاکہ اُن کے مسائل پر کوئی، نہ صرف objective debate کریں بلکہ اُس میں سے کچھ حاصل بھی کر سکیں۔ تو بجائے کہ اِس ہال کو اِس انداز میں چلانا، مَیں پہلے دن سے کہہ رہا ہوں کہ اِس august House کو rules and business کے تحت چلایا جانا چاہیے۔ اور اُس کے تحت یہ offer مَیں گورنمنٹ کی طرف سے کرنا چاہتا ہوں آپ کے سیکرٹریٹ کو کہ ہم ہیلتھ پر، ہم ایجوکیشن پر، ہم law and order پر۔ law and order پر میری گزارش یہ ہوگی کہ اس کے لئے اِن کیمرہ ایک سیشن ہونا چاہیے تاکہ ہم تمام ممبرز کو genuine position بتا سکیں کہ صوبے کیا میں ہو رہا ہے۔ separatist movements ایک serious قسم کی یہاں چل رہی ہے اُس کا سد باب کیا ہے اُس کے social mobilizers کون ہیں۔ اُس کے social media Handlers کون ہیں۔ violent groups کون

سے ہیں۔ کس گروپ کے ساتھ کیا کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر اُس debate کے بعد کوئی road map بھی آئے۔ کوئی suggestions بھی آئیں۔ ہوتا کیا ہے کہ ہم ان تمام مسائل پر گفتگو کرتے ہیں کہ اتنے لوگ مر گئے۔ وہ تو سارے پاکستان کو پتہ ہے صبح اخبارات پر سب نے پڑھ لیا۔ بھائی! اُسکا solution کیا ہے۔ اس august House نے تو road map دینا ہے۔ اور اس road map دینے کا طریقہ یہی ہے کہ یہاں objective debate ہو۔ جب objective debate ہوگی تو معاملہ آگے چلے گا۔ تو میری آپ سے گزارش ہے، کیونکہ مَیں پریذیڈنٹ صاحب کے ساتھ چائنا جا رہا ہوں۔ next week پر آپ جو بھی رکھنا چاہتے ہیں۔ next week میں ایک دن ہیلتھ کے لیے رکھ لیں۔ ایک دن ایجوکیشن کی debate کے لیے رکھ لیں۔ اور ایک دن law and order کے لیے رکھ لیں۔ جس دن law and order کے لیے رکھیں اُسکو اِن کیمرہ کر دیں۔ so that کہ august Members جتنے بھی اِس august House کے، وہ تمام ممبرز کو وہ inside دی جا سکے کہ کیا ہو رہا ہے صوبے میں۔ ہم گورنمنٹ نے کیا کیا ہے۔ law and order کی ground میں situation کیا ہے، way forward کیا ہے؟ تو یہ health, education and law and order یہ تینوں چیزوں پر میں agree کرتا ہوں subjects بڑے ہیں۔ اِس کے بعد اگر باقی چیزوں پر بھی کرنا چاہتے ہیں اپوزیشن کرنا چاہتی ہے تو ہم اُس کے لیے تیار ہیں۔ اُس کے لیے باقاعدہ دن رکھیں۔ تاکہ تمام لوگ اپنی debate بھی کریں اور suggestion بھی دے دیں۔ پھر جہاں تک دوسرا 18th amendment کے بعد Legislation کی بات ہے۔ Law کی already ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ اُس کے باوجود اگر ایک اسپیشل کمیٹی بنے۔ مَیں ڈاکٹر صاحب سے request کرتا ہوں If you want to head that committee. تو دونوں طرف سے ایک کمیٹی اُسکو head کرتی ہے۔ آپ اسمیں Law making کریں Cabinet اُس میں آپ کو سپورٹ کرے گی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں ممبر ہوں اُس میں۔

قائد ایوان: آپ اگر ممبر ہوں گے تو پھر آپ اُس کو Chair کریں۔ مَیں تو یہ چاہتا ہوں کہ آپ اُس کمیٹی کو Chair کریں یہ ہماری طرف سے آپکو offer ہے کہ آپ اُس کو Chair کریں۔ اور Let's do it تو یہ آپ کی مہربانی ہوگی کچھ ممبرز ہم اِدھر سے دیں گے۔ آپ اِس کو notify کریں اِس اسپیشل کمیٹی کو۔ جتنی Legislation رہ گئی ہے وہ Legislation فوراً کریں، Cabinet بھی کرے گی، اسمبلی بھی کرے گی۔ اور جب consensus سے ہوگا تو اِس سے خوبصورت بات کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ بلوچستان کی اسمبلی باقی اسمبلیوں سے مختلف ہے۔ ہماری روایات مختلف ہیں۔ ہم نے ہمیشہ consensus develop کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپوزیشن اور گورنمنٹ کا

جب consensus ہوگا تو میرا خیال ہے کہ وہ بہت خوبصورت قسم کی Legislation ہوگی Let's do it جی thank you-please میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you سی ایم صاحب۔ جناب ظہور احمد بلیدی، صوبائی وزیر! مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): میں ظہور احمد بلیدی، وزیر برائے منصوبہ بندی و ترقیات، قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ ذیل مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کرنے کے بابت قاعدہ 103(2) کے لوازمات کو exempt قرار دیا جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد۔

لہٰذا محرکین میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کرے۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): مشترکہ مذمتی قرارداد، منجانب تمام ممبران اسمبلی۔ ہرگاہ کہ حالیہ دہشتگردی کے واقعات جس میں ملک دشمن دہشتگردوں کی جانب سے قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کو بزدلانہ دہشتگردی کا نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں 18 نہتے اور بیگناہ اہلکارروں کو شہید کیا گیا۔ جس پر یہ ایوان اس قسم کی بزدلانہ حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ ملک دشمن عناصر اِس قسم کی بزدلانہ کاروائیوں سے ملک کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس قسم کی بزدلانہ کاروائیوں سے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو مرعوب نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان کے عوام دہشتگردی کے خاتمے کے لیے پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں اور ملک دشمن عناصر کے مذموم عزائم کو کسی بھی صورت کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ یہ ایوان شہداء کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر وجمیل عطا فرمائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر برائے منصوبہ بندی وترقیات: میڈم سپیکر! جس طرح آپ کو پتہ ہے کہ پرسوں قلات میں جو دہشتگردی کے واقعات ہوئے ہیں اور جس کے نتیجے میں 18 ہمارے ایف سی کے جوان، شہید ہوئے ہیں۔ اور یہ سلسلہ صرف قلات تک محدود نہیں رہا ہے بلکہ کچھ عرصہ پہلے تربت میں بھی وی پی آئی ڈی ہوا تھا جس میں کچھ civilians شہید ہوئے۔ اِسی طرح بلوچستان کے طول وعرض میں آئے دن آپ کو اس طرح کے واقعات پڑھنے اور سننے کو ملتے ہیں۔ میڈم اسپیکر!

ان واقعات کی اگر جتنی بھی مذمت کی جائے اتنا ہی کم ہے۔ بلوچستان میں دہشتگردی کی آگ نے تقریباً ہر شہر، گاؤں اور قصبہ سب کو لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ اور ابھی تک تقریباً کوئی ساڑھے چار ہزار civilians اور ہمارے فوجی جوان اہلکار شہید ہوئے ہیں۔ میڈم اسپیکر! یہ کوئی سادہ سی بات نہیں ہے کہ یہ آئے دن یہ واقعات ہوتے رہے ہیں، لوگ مرتے رہیں بلکہ ان کے پیچھے ایک مذموم مقاصد ہیں کچھ ایسے عناصر ہیں۔ کچھ ایسی hostile agencies ہیں جو بلوچستان کے حالات کو جان بوجھ کر خراب کرنا چاہتی ہیں اور بلوچستان میں عدم استحکام لانا چاہتی ہیں۔ ہمارے ملک کو غیر مستحکم کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن اُن کے یہ مذموم عزائم کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ اور ہماری law enforcement agencies، ہماری پاک فوج، ہماری Frontier Corps کے جوان، لیویز، بلوچستان پولیس، بلوچستان کانسٹیبلری ان کے خلاف ہراوّل دستہ کے طور پر لڑ رہی ہے۔ اور اُن کو اُن کے کیفر کردار تک پہنچا رہی ہے۔ اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ ہم آئے دن اپنے معصوم لوگوں کا اور اپنے جوانوں کی لاشیں اٹھاتے رہیں۔ اُن کو صرف خراج تحسین پیش کرتے رہیں۔ یا اُن کے لواحقین کو تعزیت کرتے رہیں۔ یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟ کیا بحیثیت قوم، کیا بحیثیت بلوچ، بحیثیت پشتون، بحیثیت ہزارہ، بحیثیت تمام قومیت کے بلوچستان میں بستے ہیں، جو پاکستان میں بستے ہیں۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اس دہشتگردی کے خلاف اکٹھے اور پرعزم ہوں اور اِن عناصر کو نہ صرف شکست دیں بلکہ بلوچستان کی سرزمین کو دہشتگردی سے پاک کریں۔ یہ ہماری اسمبلی پورے بلوچستان کی نمائندہ اور سپریم اسمبلی ہے۔ یہاں بیٹھ کر لوگوں کی تقدیروں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ یہیں سے حکومتیں بنتی ہیں۔ یہیں سے وزیر بنتے ہیں مشیر بنتے ہیں، اور بلوچستان کی تقدیر کا فیصلہ کرتے ہیں۔ کیا ہم پر یہ فرض نہیں ہے، ہم پر یہ لازم نہیں ہے کہ ہم اِن دہشتگردوں کو، اِن کے جو handlers کو اور اِن کے جو sympathizers کو بے نقاب کریں۔ اِن کو دُنیا کے سامنے لے آئیں۔ اِن کی سوچ کو شکست دیں۔ اگر جب تک ہم اس مسئلے پر اکھٹے نہیں ہوں گے۔ ہمارا معاشرہ، ہم سب مخمصے کا شکار ہوں گے۔ ہم confuse ہوں گے۔ کوئی بات نہیں کریگا۔ کوئی جو ہے confuse ہوگا۔ اور کوئی ڈر و خوف کی وجہ سے اگر اُن کے سامنے کھڑا نہیں ہوگا تو معصوموں کے خون بہتے رہیں گے۔ ہماری law enforcement agencies، اُن کے جو عزائم ہیں یا اُن کی جو بزدلانہ کارروائیاں ہیں، اُن سے بالکل مرعوب نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہی اُن کا moral down ہوگا۔ ہمیشہ، چونکہ یہ ایک suicidal war ہے۔ اور اس میں جب تک ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا نہیں کریں گے اُس وقت تک یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم سیاسی جماعتوں کو، ہم قومیتوں کو مل کر ایک حکمت عملی اپنانی ہوگی۔ اور اِس ارضِ پاک کو دہشتگردی سے پاک کرنا ہوگا۔ تو مَیں، جو دہشتگردی کے واقعات ہوئے ہیں اور جو لوگ شہید ہوئے ہیں اُن کے ساتھ میری ہمدردی ہے اُن کے لواحقین کے ساتھ مَیں تعزیت کا اظہار کرتا ہوں اور

جو اِن واقعات میں ملوث ہیں اُن کی مَیں پر زور مذمت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا مشترکہ مذمتی قرارداد۔۔۔

محترمہ مینا مجید بلوچ (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ کھیل وامور نوجوانان): میڈم اسپیکر!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ کھیل وامور نوجوانان: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ thank you. میڈم اسپیکر! مَیں اس قرارداد پر بولنا چاہتی ہوں کہ منگچر، قلات میں دہشتگردوں کے وحشیانہ واقعے کی میں شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہوں۔ جس میں ہمارے فوجی جوانوں نے اپنی خون سے منگچر، قلات کو protect کرنے کی کوشش کی، دہشتگردوں سے لڑے اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیئے۔ ہم اُن کو خراج تحسین اور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ میڈم ڈپٹی اسپیکر! یہ جو لوگ فوج کیخلاف اپنے جلسوں میں زہر آلود باتیں کرتے ہیں۔ ہر فورم پر فوج کے خلاف بولنا ضروری سمجھتے ہیں۔ نوجوانوں کے ذہنوں میں زہر ڈال رہے ہیں۔ اُن کی ذہن سازی کرر ہے ہیں۔ وہ یہ بتائیں کہ آپ کے ملک میں آپ کی اور میری جان ومال کی حفاظت کرنے میں کون اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرر ہے ہیں۔ ناں صرف ہم اس طرح کے واقعات کی مذمت کرتے ہیں بلکہ میں سمجھتی ہوں کہ اُن تمام سوچوں کیخلاف جو ایک منصوبے کے تحت نوجوانوں کے ذہنوں میں زہر ڈال رہے ہیں۔ آپ کی فوج کیخلاف کیونکہ فوج نے ہی آپ کے ملک اور عوام کی حفاظت کرنی ہے۔ جب آپ اُن محافظ کیخلاف اپنے عوام کو کھڑا کریں تو آپ کے مقاصد کیا ہیں؟ صاف واضح ہے، کہ دُشمن آپ کے ملک کو، آپ کے ملک کی فوج کو شکست دیئے بغیر آپ کے ملک کو نقصان نہیں دے سکتے ہیں۔ دشمن کے مقاصد آپ کے ملک کی فوج ہے۔ پاکستان کو جو destabilize کرنا چاہتے ہیں۔ جو بلوچستان کو destabilize کرنا چاہتے ہیں وہ فوج کے خلاف اِس طرح کی campaigns چلا رہے ہیں۔ یہ مُچی، یہ ریلی کیوں ہورہی ہے؟ کِس لئے ہورہی ہے؟ اُن کے مقاصد کیا ہیں؟ اُن کی بات فوج کے خلاف شروع ہوجاتی ہے اور اسی پر ختم ہوجاتی ہے۔ تو اِن ساری چیزوں کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ شہداء کے درجات بلند ہوں، جو اس ملک میں امن وامان کو بحال کرنے میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرر ہے ہیں۔ دشمن بلوچستان اور پاکستان کے امن وامان کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایوان اِسکی نہ صرف مذمت کرتا ہے بلکہ اِس کے خلاف کھڑا ہے۔ اور پورے بلوچستان کے عوام کو، پورے پاکستان کے عوام کو، جیسا کہ بلیدی صاحب نے کہا کہ ہم نے تعزیت کی ہے۔ بہت ہم نے افسوس کیا ہے۔ لیکن اب ہر کسی نے اس جنگ کے خلاف کھڑا ہونا ہے۔ ہر کسی نے اِس دہشتگردی کے خلاف کھڑا ہونا ہے۔ یہ صرف اکیلے ادارے یا فوج یا اِن نمائندوں کی کوششوں سے نہیں ہوسکتا۔ ہر گھر سے ایک بندے نے کھڑا ہونا ہے۔ اور اس دہشتگردی کے خلاف لڑنا ہے۔ اِس دہشتگردی نے ہمارے ملک کو نقصان پہنچایا ہے

ہمارے صوبے کو نقصان پہنچایا ہے۔ آج ہم اِس حالت میں ہیں، ہر کوئی کھڑا ہو کے یہ کہتا ہے کہ بلوچستان میں ہیلتھ کی کوئی حالت نہیں ہے۔ ایجوکیشن کی کوئی حالت نہیں ہے، انفراسٹرکچر کی کوئی حالت نہیں ہے، سب کہتے ہیں۔ لیکن کس وجہ سے نہیں ہیں؟ ہم روڈ بنانے جاتے ہیں۔ ابھی ہماری مند والی روڈ ہے۔ اِتنے سالوں سے اِس کا repairs کا کام نہیں ہو رہا تھا۔ وہاں آپ کے بلڈوزر اور ڈمپرز کو جلا دیئے گئے۔ عوام نکلیں اور اِن کے خلاف بولیں۔ کیوں بھئی ترقیاتی کام کرنے نہیں دیتے ہو؟ یہ ترقیاتی کام جن کی وجہ سے نہیں ہو رہے ہیں اُن کے خلاف نہیں بولتے ہیں۔ حکومت پر بولنا بڑا آسان ہے۔ تو سب کو پہلے اِس چیز پر سوچنا ہوگا کہ یہ ہمارے ملکی حالات کی وجہ کون ہیں۔ آپ سی پیک کی بات کریں۔ سی پیک میں آپ جا کے وہاں ریلیاں ہوتی ہیں جلسے ہوتے ہیں۔ سی پیک کو نا کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سی پیک کِس کے لئے ہے؟ بلوچستان کے عوام کیلئے ہے۔ بلوچستان کی حالت کو بدلنے کے لئے ہے۔ CPEC is the game changer for Balochistan and Pakistan. کیوں اسکو کامیاب نہ ہونے کے پیچھے اس طرح کی چیزیں ہو رہی ہیں۔ کیوں ہم اُن کے خلاف نہیں بولتے ہیں؟ آپ کا سینڈک ہے۔ پوری دُنیا کو وہاں جا کے کیا تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تا کہ جو پروجیکٹ جو انویسٹمنٹ، جو ایگریمنٹس ہوئے ہیں اُن کی مد میں بلوچستان نے جو ترقی کرنا ہے وہ نہ کرے۔ تو اِن سارے عزائم کو ہم جانتے ہیں اور اِس ایوان سے میری درخواست ہے کہ صرف حکومت پر ہم سوال کرتے ہیں کہ یہ نہیں ہو، وہ نہیں ہو، یہ اِن پر بھی سوال کریں۔ اِن کے خلاف بھی کھڑے ہو جائیں جو یہ ہونے نہیں دیتے ہیں۔ شکریہ۔ پاکستان زندہ باد۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی جی مولانا صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ قتل، قتل ہے، مَیں نے پہلے بھی کہا کہ کسی سے ہم ڈرتے نہیں ہیں مَیں جو بات کروں گا صاف اِس پر، موقع بھی دیں مَیں بات کروں گا۔ میں نے پہلے بھی کہا فوج قتل کرے تو قابل مذمت ہے۔ کوئی تنظیم قتل کرے تو قابل مذمت ہے۔ مذہب کے نام پر قتل کرے تو قابل مذمت ہے۔ قوم کے نام پر قتل کرے تو قابل مذمت ہے۔ پاکستان کے نام پر قتل کرے تو قابل مذمت ہے۔ مَیں ہر جگہ کہتا ہوں، اِس اسمبلی میں اور باہر بھی کہتا ہوں۔ لیکن کیوں ایسا ہو رہا ہے؟ یہ کوئی عزائم کسی دشمن کی چال نہیں ہے۔ ایف سی نے میری ماں کو گھر کے اندر میری ماں کو X کہا ہے ایف سی نے مَیں پارلیمانی جہدوجہد کرنے والا ہوں۔ پارلیمنٹ کو اور آئین کو مانتا ہوں۔ پاکستان کی سیاست کرتا ہوں۔ میری ماں X ہے کہ جو ایف سی نے کہا ہے؟ گھر کے اندر آ کر کے۔ یہ ایسی معمولی بات نہیں ہے۔ مَیں نفرت کرتا ہوں اُس کو اُس سے جو جس نے میری ماں کو X، جس نے کہا ہے جس نے مُجھے پیدا کیا ہے۔ جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ جس کے احترام کو نہ کرنا مَیں جہنمی ہو جاؤں گا۔ بڑا آسان ہے، اس کی مذمت ہے، اُن اسباب کو دیکھیں، روزانہ ہمارے بلوچستا

ان کے چوکوں پر ایف سی والے ہمارے ماؤں کو X دیں، بزرگوں کو X بناتے ہیں۔تو اِس لئے مَیں بالکل مذمت کرتا ہوں۔لیکن اسباب جانیں بھئی! یہ میرے نوجوانوں کے اسباب کیا ہیں؟ جوفورس ٹماٹر، آلو، پیٹرول، ڈیزل، اس کے خلاف اور ایک رکشے والے کے پیچھے لگی ہو، امن وامان، یہ مجھے ایک بہن نے کہا ہے کہ گوادر والوں کے پاؤں میں جوتے نہیں ہیں۔گوادر والے جوتے نہیں مانگ رہے ہیں۔ گوادر اور بلوچستان والوں کو جوتے مت ماریں۔ہمیں جوتے، کپڑے کسی سے نہیں چاہیے۔تو اِس لئے میں اوپن کہتا ہوں، مجھے ہر طرف سے دھمکیاں ملی ہیں۔آج بلوچستان کے مسائل کے ذمہ دار ہیں۔مجھ جیسا مَیں کوئی کسی اور کی بات نہیں کرتا ہوں۔اپنی ماں کی بات کر رہا ہوں۔۔مَیں پھر بھی جمہوری جہد وجہد کر رہا ہوں۔ پہاڑ پر نہیں گیا ہوں۔ پھر بھی آئینِ پاکستان کی بات کر رہا ہوں۔ پھر بھی میں ووٹ کی بات کر رہا ہوں۔تو ایسی معمولی بات نہیں ہے۔ پاکستان بلوچستان میں، یہ اِس پر سوچنا ہوگا۔سی پیک کے خلاف سازش ہے۔بلوچستان میں سی پیک ہے کہاں پہلے مجھے بتائیں؟ یہ بہن میری بتائیں میرے علاقے کی ہے سی پیک ہے کہاں بھئی؟ چیک پوسٹوں کے علاوہ بلوچستان کو کیا ملا ہے؟ بلوچستان میں موٹروے ہے کیا؟ سی پیک کی ایک اینٹ بتائیں مجھے کہاں ہے سی پیک؟ ''سی پیک، سی پیک، مخالف سی پیک'' سی پیک ہے کہاں بھئی؟ چیک پوسٹوں کے علاوہ کہ کہاں سے آرہے ہو؟، کہاں جارہے ہو؟۔ یہ کرو۔ دیکھیں یہ آسان بات نہیں ہے۔میں اسکی مذمت کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مَیں سب کی مذمت کرتا ہوں۔ ہر قتل کی مذمت کرتا ہوں۔ جو قتل کرتا ہے اُس کی مذمت کرتا ہوں۔ ۔گھر میں گُھس کر کے XXXX تو مجھ جیسا بزدل جمہوریت کی بات کریگا۔ مجھ جیسا بزدل آئین کی بات کریگا۔ مجھ جیسا بزدل پاکستان کے آئین کی بات کریگا۔ دیکھیں سب مجھ جیسے بزدل نہیں ہوں گے ۔ جو دکھا رہے ہیں۔ میں نوجوانوں سے کہتا ہوں۔ جیسا کہ بہن نے کہا مَیں بھی بلوچستان کے نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ مسلح جدوجہد مت کریں آئین اور قانون کی طرف آئیں جمہوریت کی طرف آئیں ووٹ کی طرف آئیں۔ حرکت مت کریں۔لیکن پھر بھی XXXXXXXX۔ اِس طرح نہیں ہوگا۔ مَیں مذمت کرتا ہوں آئندہ بھی کروں گا، پارلیمنٹ میں بھی کروں گا پارلیمنٹ سے باہر بھی کروں گا لیکن یہ کوئی سادہ مسئلہ نہیں ہے۔ جب تک XXXXXXX تب تک بلوچستان کا امن بحال نہیں ہوگا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی مولانا صاحب مہربانی۔ جی مولوی صاحب! آپ بات کریں، جی ان کو ایک منٹ بات کرنے دیں

مولوی نوراللہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، **الساکت عن الحق الشیطٰن الاخرس**۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! شکریہ۔

مَیں مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کی گزارشات سے اتفاق کرتے ہوئے، سب سے پہلے میں ایف سی والوں کے اس رویے کے کہ محترم رکن اسمبلی کے گھر میں جا کے اُس کی محترمہ والدہ صاحبہ کو نامناسب الفاظ سے پُکار کے، مَیں اِسکی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ ہمیں سی پیک سے دلچسپی ہے، ملک کی ترقی کی خاطر ہم سی پیک کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے ملک کی ترقی ہو۔ مگر جو لوگ سی پیک مغربی رُوٹ کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ مَیں واضح بتانا چاہتا ہوں، وہ پنجاب کی پالیسی ہے۔ پنجاب کے اربابِ اختیار اور اربابِ سیاست جس طرح بلوچستان کو پہلے سے محروم رکھا ہے بلوچستان کو اپنے حقوق اپنا حصہ اور وسائل نہیں دے رہے ہیں۔ اِسی طرح سی پیک کے مغربی رُوٹ کو نہ چاہتے ہوئے یہ حیلے اور بہانے بنا رہے ہیں کہ یہاں دہشتگرد ہیں۔ اگر سی پیک کے خلاف سازش ہو رہی ہے، تو پھر پنجاب ایک کیوں دہشتگرد کو روکنا نہیں چاہتے، کیوں یہاں خیبر پختونخواہ یا بلوچستان کے اندر دہشتگرد، XXXX۔ XXXX۔ ہم اِس حوالے سے یقین رکھتے ہیں کہ یہاں نہ ٹی ٹی پی، نہ بی ایل اے ہے، XXXXXXXX۔ XXXXXXXXX۔ ہمیں ایف سی سے محبت ہے پاکستان کی خاطر۔ XXXXXXXX اِس کو ضرور ہم برملا کہیں گے۔ ایف سی اپنی نفری کو، اپنی قوت کو، اپنے قانونی جواز کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے، XXXXXXXXXX۔ اگر ہم یہ جرم کرتے ہیں، تو ہم بھی اسکے قابل ہیں کہ لوگ ہماری گردن پکڑیں اور ہمارا محاسبہ کریں، اگر ایف سی کرے، اگر کوئی جج کرے، جو بھی مجرم ہو، جرم میں کوئی فرق نہیں ہے، جج کرے گا بھی جرم ہے، قتل ہو تو جج کا قتل بھی قتل ہے۔ اور آرمی چیف کے قتل کا بھی وہی قتل ہے۔ اُس کو بھی سزا ملنی چاہیے۔ کوئی اِس کا بُرا نہ مانے جب حضرت عمرؓ احتساب اور حساب سے بالاتر نہیں تھے۔ تو پاکستان میں ہم یہ عوامی رائے یہاں بیان کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا نہ پرائم منسٹر، نہ صدر مملکت، نہ آرمی چیف، نہ چیف جسٹس آف پاکستان، سپریم کورٹ کوئی بھی حساب سے بالاتر نہیں ہے، جو بھی مجرم ہو اُس کو مجرم کی نظر سے دیکھا جائے، یہ مَیں ایک بار پھر مولانا ہدایت الرحمٰن کی والدہ کے ساتھ اس نازیبا رویے اور الفاظ کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ thank you مہربانی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی جی قائد ایوان صاحب۔

قائد ایوان: دیکھیں یہ قرارداد آئی ہے اِس واقعے کے حوالے سے اِس کو اگر آپ کی اجازت ہو تو کیونکہ ہم نے next week پر رکھا ہے، جس پر ہم نے لاء اینڈ آرڈر پر ڈیبیٹ کرنی ہے۔ تو اُس پر اُس کو کلب کر لیں گے، آج اس کو approve کر لیں گے۔ اِس پر باقی جو ڈیبیٹ ہے، وہ پھر اُس کے بعد کر لیں گے۔ مَیں صرف چند چیزوں کی وضاحت کر لوں۔ اِس سے پہلے کہ مَیں گزارش کروں آپ سے کہ مولانا صاحب کے چند الفاظ کو حذف کریں۔ اُس سے پہلے مَیں بھی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں کہ مولانا صاحب کی والدہ کے ساتھ اگر کسی شخص نے یہ رویہ رکھا ہے، وہ ایک individual کا رویہ ہے۔ وہ ایک ایک آدمی کا رویہ ہے۔ اُس آدمی کے رویے کو لے کر پوری آرگنائزیشن کو اس

میں دھکیلنا یہ انتہائی نامناسب ہے۔لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ مَیں بلکہ مولانا صاحب سے گزارش ہے کہ آپ اُس شخص کی نشاندہی کریں، ہم آپ کا مقدمہ اُن کے آفیسرز کے سامنے لڑیں گے اور اُسکو اُس تک پہنچائیں گے کیفر کردار تک،اُس ایک شخص کا قصور پوری آرگنائزیشن کو نہ دیں۔یہ اٹھارہ،اٹھارہ،بیس،بیس لاشیں ہمارے کل کے لیے اٹھا رہے ہیں۔اور اُنکو اِس طریقے سے treat کرنا میرا خیال سے مناسب نہیں ہے۔دو sentences آپ سے ریکوئسٹ ہے کہ انکو حذف کرائیں۔ایک جگہ پر مولانا صاحب نے فرمایا کہ XX۔ ریاست مجرم نہیں ہے۔ ریاست کے پاس Legitimate Right ہے violence کا۔وہ مجرم ہیں جو آکے ریاست پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ assets پر حملہ آور ہوتے ہیں،معصوم لوگوں پر حملہ آور ہوتے ہیں، ہماری highways پر حملہ آور ہوتے ہیں۔لہٰذا XX کے الفاظ آپ سے ریکوئسٹ ہے کہ حذف کرائیں۔اور پھر مولانا صاحب اگر میں غلط نہیں سمجھا تو آپ نے شاید کل کہا کہ کل جو لوگ شہید ہوئے XXXXX۔مَیں اِس کی بھی مذمت کرتا ہوں۔اور اِس کی بھی آپ سے ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ حذف کرائیں۔اسکے بعد جی آپ ان کو حذف کرانے کا حکم دیں پھر میں اپنی تقریر کروں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی جو الفاظ سی ایم صاحب نے کہا ہے حذف کرنے کے لیے،اُنہی حذف کیا جا رہا ہے۔

قائد ایوان: آپ کی پوری تقریر بالکل حذف نہیں کریں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جو الفاظ سی ایم صاحب نے جو دہرائے ہیں اُنہی الفاظ کو حذف کیا جا رہا ہے۔

قائد ایوان: جی آپ کی والدہ ہماری والدہ ہیں،اُن کی جو بے حرمتی ہوئی ہے،آپ اُس بندے کی نشاندہی کریں، یہ پورا ہال آپ کے ساتھ ہے۔آپ لوگ ساتھ ہیں یا نہیں؟۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے) ہم سب ساتھ ہیں۔لیکن اُس پورے ادارے کو موردِ الزام ٹھہرانا مناسب نہیں ہے۔میڈم اسپیکر! Coming to the point. یہ جو واقعہ ہوا ہے، اِس سے پہلے بھی ریلوے اسٹیشن پر اور اُس کے بعد کیا کہتے ہیں تربت میں، So and so on. بلوچستان میں۔ اگست سے لیکر آپ ایک surge بھی دیکھ رہے ہیں، تمام واقعات کی شدید الفاظ میں مَیں مذمت کرتا ہوں۔اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو violence کا right ہے کسی بھی صورت میں، کوئی بھی حالات ہوں اُسکو exercise کرنے کا right، اُسکی monopoly صرف ریاست کے پاس ہوتی ہے۔وہ ریاست پاکستان ہو یا کوئی اور ریاست ہو۔تو کسی بھی چیز کو violence کی طرف لے جانا اور اُس کو justify کرنا ''کہ میرے ساتھ یہ ہوا ہے تو مَیں اِس لئے violent ہوں'' اُس کا Article-5 میں بڑا واضح ذکر ہے۔ Constitution کے Article-6 کا ہم سب ذکر کرتے ہیں۔ Constitution کا Article-5 کہتا ہے: Unconditional loyalty towards State of Pakistan. اُس میں یہ condition نہیں لگائی ہے کہ مجھے پینے کا پانی چاہیے۔اُس میں یہ

Unconditional loyalty towards State of نہیں لگائی کہ مجھے ملازمت چاہیے۔ condition Pakistan. ہے۔لہٰذا ہم اِس Constitutionalایوان کے ممبر ہیں۔ہمیں Constitution سے ہٹ کے باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔اور میں پھر ایک دفعہ کہتا ہوں کہ یہ جو دہشتگر دی کی جنگ ہے کہ جو violence کی جنگ ہے، یہ کس بنیاد پر اِس بلوچستان میں شروع کی گئی ہے؟ اِس کا سب سے بڑا نقصان کس کو ہوا ہے؟

میڈم اسپیکر! بحیثیت Blue Blooded Baloch ہم بلوچوں کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کیا ہم اِس لاحاصل جنگ میں ہمارے نوجوانوں کو جس طریقے سے دھکیلا جا رہا ہے کیا حاصل کرلیں گے ہم اِس سے؟ کیا violence سے آپ دوسو خودکش حملہ آور پیدا کرلیں۔ کیا violence سے مُلک ٹوٹتے ہیں؟ کیا violence سے ریاستیں ٹوٹتی ہیں؟ کیا violence سے یہ مضبوط پاکستان کی ریاست ٹوٹے گی؟

نہیں میڈم اسپیکر! Answer is No. تو بحیثیت ایک بلوچ ہمیں یہ فیصلہ کرنا پڑے گا۔ آج اگر آپ debate کرتے ہیں تو آج کرلیں۔ آج نہیں کریں گے تو تیس سال بعد کریں گے۔تیس سال بعد نہیں تو ساٹھ سال بعد کریں گے۔کہ پاکستان ایک حقیقت ہے اِسکو violence کے ذریعے نہیں توڑا جاسکتا ہے۔اَب آپ کی rights کی بات ہے۔آپ کی rights اگر کوئی violet ہورہے ہیں۔اوّل تو 18th amendment کے بعد مَیں نہیں سمجھتا ہوں کہ کچھ ہورہا ہے۔ پوری کی پوری ذمہ داری اِس august House پر ہے، ہم پر ہے، حکومت پر ہے۔ اگر پھر بھی آپ سمجھتے ہیں تو اِس سے پہلے جو rights بلوچستان کو ملے ہیں، چاہے ون یونٹ کا ٹوٹنا ہو، provinces کا بننا ہو، 18th amendment ہو، تمام کی تمام پاکستان کی پارلیمنٹ نے آپ کو دیئے ہیں۔ آج بھی پاکستان کی پارلیمنٹ سے ہم یہ rights لینے کی کوشش کریں گے۔ آج بھی پاکستان کا یہ سپریم اِدارہ جو ہے وہ ہمارے rights دے گا۔ یہ کوئی rights کی جنگ نہیں ہے۔ یہ کوئی under-development کی جنگ نہیں ہے۔ یہ complement ضرور کرتا ہوگا Separatists کو، یہ complement کرتا ہوگا violence کو۔لیکن اگر آپ مجھے یہ بتائیں کہ مثال لے لیں تربت کی۔ 2000ء میں یہ So called insurgency شروع ہوئی جب نواب خیر بخش مری کو گرفتار کیا گیا۔ 2000ء کا تربت اور آج کے تربت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔کیوں پھر آج تربت میں violence ہے؟ یہ جو unparalleled-development ہے، یہ کیا صرف بلوچستان کا مسئلہ ہے؟

میڈم اسپیکر! یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ پورے پاکستان میں یہ problem ہے۔ بلکہ World میں جتنی بھی وہ Nations جو developing Nations ہیں وہ آج تک اِس مسئلے سے suffer کررہی ہیں Unparalleled development سے۔ developed Nations نے صرف اپنا ایک ایسا

mechanism بنایا ہے کہ وہاں آپ کو بنیادی سہولتیں ہر جگہ مل جاتی ہیں۔ اُس کیلئے کوشش کی جاسکتی ہے۔ اُس کیلئے پارلیمنٹ کے ذریعے جدوجہد کی جاسکتی ہے۔ لیکن violence کا ذریعہ، بلوچ کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ ایک طرف آپ کی حکومت بلوچستان کی بچیوں کیلئے Howard اور Oxford کے دروازے کھول رہے ہیں۔ اور ایک طرف آپ پڑھی لکھی بچیوں کو خودکش جیکٹ پہنا کر، اُن سے خودکش کروا رہے ہیں۔ تو بحیثیتِ بلوچ ہمیں یہ فیصلہ کرلینا چاہیے کہ کون بلوچ کی زیادہ خدمت کررہا ہے؟ اور بحیثیتِ بلوچ ہمیں یہ debate بھی ذرا کُھل کے کرلینی چاہیے۔ ہمارے ہمسایہ ملک میں ہمارے قوم کے لوگ بستے ہیں، کیا اُن کی زبان کو زبان کی حیثیت دی جاتی ہے؟ کیا وہ جو Sect، جو religion practice کرتے ہیں کیا اُس کی آزادی اُنکو حاصل ہے؟ اور دوسری طرف ہماری وہ State جو پچھلے کئی دہائیوں کے ساتھ unstable ہیں، تو کیا بلوچ کا گزارہ ممکن ہے؟ تو لہٰذا ہمیں اِس august House کو اِس Supreme House کو Lead لینی پڑی گی۔ یہ جو میں اِن کیمرہ کہہ رہا ہوں۔ اُس کی ایک وجہ ہے میڈم اسپیکر! ہم سب خائف ہیں اپنے political capital کو loose کرنے کیلئے ہم سچ نہیں بولتے ہیں۔ ہمیں سچ بولنا چاہیے۔ صرف اِس بنیاد پر سچ نہیں بولنا کہ میرا political capital loose ہوگا۔ آج popular narrative جو ہیں وہ کسی اور کا ہے۔ تو اگر میرا popular narrative نہیں ہوگا تو مَیں سچ نہ بولوں۔ تو میرا political capital میری ریاست سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ مَیں اِس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ اِن کیمرہ ہو۔ تاکہ ہم audience کو خوش کرنے کیلئے یا شام کو Facebook پر اپنے Status لگانے کیلئے جذباتی تقریریں نہ کرتے پھریں۔ کہ ہمیں مزہ آگیا ہے کہ ہم اپنی ریاست کے خلاف تقریریں کریں۔ ریاستی اِداروں کے خلاف تقریریں کریں۔ اُس سے ہمیں ہیروز ملتے ہیں۔ تو ہمارے لئے ریاست اہم ہے۔ Heroism اہم نہیں ہے۔ in-camera law and order پر آپ لوگ آئیں۔ ہمارے ساتھ گفتگو کریں۔ Date اپوزیشن طے کرے۔ اپنے ممبرز کی حاضری یقینی بنائے۔ حکومت اپنی ممبرز کی حاضری یقینی بنائے۔ پورا دن ہم بیٹھنے کو تیار ہیں۔ کیا یہ discussion کر لیجئے کہ اِسکا حل کیا ہے۔ آیئے discussion کر لیجئے کہ Diagnosis کیا ہیں۔ مذاکرات کی بات اِس Forum سے مَیں چھ سو دفعہ پہلے کہہ چُکا ہوں۔ آج بھی کہہ رہا ہوں کہ دُنیا کا کوئی بھی conflict اگر مذاکرات سے Resolve ہوتا ہے تو مذاکرات کیلئے حکومتِ پاکستان، ریاستِ پاکستان، حکومتِ بلوچستان تیار ہیں۔ لیکن کیا کریں اُن لوگوں کا جو violent ہیں؟ جو بندوق کے زور پر اپنا نظریہ مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ جو بندوق کے زور پر آکر معصوم مسافروں کو قتل کرتے ہیں۔ اُن کا کوئی سدباب تو کرنا ہے اور Lead کس نے لینی ہے؟ Lead اِس august House نے لینی ہے۔ ہم کب تک خاموش بیٹھے رہیں گے؟ کس خوف سے میڈم اسپیکر خاموش ہیں؟ موت کے خوف

سے؟ political capital loose ہونے کی خوف سے؟ کب تک خوفزدہ رہیں گے؟ زندگی کی حفاظت موت خود کرتی ہے، وہ بی ایل اے کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ وہ بی آر اے کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ وہ کسی دہشتگرد تنظیم ٹی ٹی پی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ہمیں سچ بولنا چاہیے کہ اِس ریاست کے خلاف جس منظّم انداز میں، تین منظّم انداز سے میڈم اسپیکر! ریاست کے خلاف سازش ہورہی ہے، ریاست کو توڑنے کی کوشش کی جارہی ہے، کیک کی طرح ہمارے مُلک کو کاٹنا چاہتے ہیں۔ Number-one violence، کہ ''اِتنی شدید violence اُس میں نہ مسافر کو چھوڑیں'' کتنے بلوچوں کا قتل ہورہا ہے مخبری کے نام پر؟ کیا گناہ کیا تھا اُس قلات کے 80 سالہ بوڑھے نے جس کو گھر کے اندر گھس کے 25/اگست کی رات کو شہید کیا گیا۔ کیا گناہ کیا اُس نوجوان نے جو تربت کے بازار میں جاکے اپنے لیئے سبزیاں لے رہا تھا، اور مخبر کے نام پر ڈزڈز کرکے آکے مار کے چلے جاتے ہیں۔ ر وزانہ کی بنیاد پر بلوچوں کے قتلِ عام جاری ہے۔ تو میڈم اسپیکر! ہمیں اِس august House کو Lead اَب لینا پڑے گا۔ in-House آکے Debate کریں۔ کُھل کرکے Debate کریں۔ Way-forward بتائیں۔ Dialogue کرنا ہے، تیار ہیں Dialogue کیلیئے، کون کررہا ہے آپ کے ساتھ Dialogue۔ وہ بندوق کے زور پر Dialogue کررہے ہیں۔ وہ Social Maneuver کے ذریعے۔ بڑے آرام سے کہا جاتا ہے میڈم اسپیکر! کہ جی یہ تو عام جلسہ کرتے ہیں۔ بی وائی سی کا خاص طور پر نام لیا جاتا ہے۔ کہ یہ تو بڑے نہتے لوگ ہیں۔ یہ نہتے لوگ مُنہ پرمول کیوں کرتے ہیں میڈم اسپیکر؟ یہ نہتے لوگ جہاں پاکستان کا جھنڈا دیکھتے ہیں، اُس پاکستان کے جھنڈے کو نیچے اُتار کے آگ لگاتے ہیں۔ یہ نہتے لوگ جہاں جاتے ہیں، سب سے پہلے اپنا ایک so called independent Balochistan کا ایک قومی ترانہ بنایا ہوا ہے۔ وہ سینوں پر ہاتھ رکھ کر پڑھتے ہیں۔ پھر آخر میں ایک بلوچی Oath لیتے ہیں۔ جس میں وہ کہتے ہیں کہ آزادی تک یہ جدوجہد جاری رہے گی۔ کونسی دُنیا کا ایسا مُلکہے جو Separatists کو اپنی سڑکوں پر اِس طرح برداشت کرتی ہے کہ اُن کا جو جی چاہتا ہے وہ آکے کہہ دیں؟ اور ایک advocacy کریں ایک آزاد بلوچستان کی۔ کم ازکم ہماری حکومت اِس کی اِجازت نہیں دے سکتی ہے کہ آپ آزاد بلوچستان کی advocacy کریں۔ ہیں خامیاں ہیں مَیں نہیں کہتا ہوں کہ ہماری security forces میں خامیاں نہیں ہیں۔ ہوں گی خامیاں، جب وہ آٹھ گھنٹے سے fifty-two temperature پر سڑک کے درمیان میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور اُس کو پتہ ہی نہیں ہے، وہ Gray میں operate کررہا ہے کہ سامنے سے جو دوست ہے یا دشمن آرہا ہے۔ اور وہ fifty-two پر کھڑا ہوکے آپ کو روکتا ہے۔ آپ aircondition کا اُس سے صرف شیشہ نیچے کرکے اُسکو گالم گلوچ شروع کردیں۔ اور کیمرہ نکال کے بس pictures بنانا شروع کردیں۔ اُس کی اِصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم اِصلاح کریں گے۔

آپ ہمیں تجاویز دیں ہم اُس کوٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن یہ تو نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ اٹھارہ اٹھارہ لاشیں بھی اُٹھائیں اور 2 دن بعد ہماری اسمبلی سے گالیاں بھی سُنیں۔ تو اُس کی مذمت ہوچکی ہے مولانا صاحب! پورے اِدارے کی نہیں ہوئی۔ آپ مجھے interrupt نہ کریں پلیز۔ ہم نے آپ کی تقریر میں آپ کو interrupt نہیں کیا مولانا صاحب! آپ کی ہر بات سر آنکھوں پر، آپ کی جو مرضی ہے بولتے رہیں۔ وہ پورا اِدارہ نہیں ہے، ایک individual کا act ہے۔ اُس individual کے act کو سزا ملنی چاہیے، ہم اس میں آپ کے ساتھ ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ 18 لاشیں اُٹھا رہے ہیں۔ اور اگلے دن آپ سب انکو گالیاں دیتے پھریں۔ یہ چوک نہیں ہے، یہ بلوچستان اسمبلی ہے۔ یہ ایک ایسا سپریم اِدارہ ہے۔ اُس کی اپنی ایک Dignity ہے۔ اُس کا اپنا ایک Decorum ہے۔ اُس Decorum کا خدارا خیال رکھیں۔ چوکوں پر تقریریں، جلسوں میں تقریریں different ہوتی ہیں۔ اِسمبلی کے اندر تقریریں different ہوتی ہیں۔ آپ اُس Decorum کا خیال رکھیں۔ میری آپ سے پھر ریکوئسٹ ہے آپ کے سیکرٹریٹ سے کہ جی آپ مہربانی کریں next week رکھیں، ایک دن law and order کیلئے، ہیلتھ منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میڈم! ایجوکیشن منسٹر بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ کو ہم مکمل بریف کریں گے کہ What we have done so far. یہ آپ کا حق ہے۔ یہ بلوچستان کے لوگوں کا حق ہے۔ مَیں صرف law and order والے کو بھی مَیں in-camera نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن مَیں اُس کو in-camera اِس لئے کر رہا ہوں تا کہ اُس پر ہم Debate کُھل کے کر سکیں۔ بہت خطرناک صورتحال اِختیار کرچکی ہے، بلوچستان کی Security situation۔ تو آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ مہربانی کرکے اِس august House میں بندوبست کریں آپ کا سیکرٹریٹ بندوبست کرے۔ ہم یہاں Debate کرنا چاہتے ہیں۔ اور objective debate کرنا چاہتے ہیں جس کا کوئی حاصل نکلے۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

(خاموشی۔ عصر کا اذان)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا مشترکہ مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟ مشترکہ مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اَب اسمبلی کا اِجلاس بروز جمعرات مورخہ 06 فروری 2025ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 04 بجکر 53 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆ بحکم میڈم ڈپٹی اسپیکر صاحبہ غیر پارلیمانی الفاظ X.XXX.XX.XX.XX.XX .XXX.XXX. XX کارروائی سے حذف کردیئے۔